133560 ـ يتيم بچوں كى ماں شادى كر لے تو بچوں كے مال كا وصى كون ہوگا

سوال

تين يتيم بچے ہيں جن كا مال انكى ماں كے پاس ہے، اب ماں نے ايك شخص سے شادى كر لى ہے جو بچوں كا رشتہ دار نہيں، يہ علم ميں رہے كہ بچوں كا دادا اور نانى موجود ہے، اور چچے اور ماموں بھى ہيں؛ سوال يہ ہے كہ اس حالت ميں بچوں كے مال كا ذمہ دار اور نگران كون ہوگا ؟
پانچ برس تك تو بچوں كا مال ان كى ماں كے پاس تھا اور كوئى تجارت نہيں كى بلكہ زكاۃ كى ادائيگى سے مال ميں كمى ہى ہوئى ہے، اللہ تعالى آپ كو بركت سے نوازے اس كے متعلق كيا حكم ہو گا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اصل تو يہى ہے كہ باپ نے بچوں كے مال كا جسے وصى و نگران بنايا ہے وہى مال كى ذمہ دارى سنبھالےگا، چاہے وہ رشتہ دار ہو مثلا ماں يا چچا اور دادا وغيرہ يا غير رشتہ دار ہو.

ليكن اگر باپ نے كسى كو بچوں كے مال كا وصى و نگران نہيں بنايا تو دادا ان بچوں كے مال كا ذمہ دار اور نگران ہوگا.

اور اگر دادا نہ ہو تو پھر ولايت ماں كو حاصل ہوگى يا پھر قريب ترين عصبہ مثلا بھائى يا چچا وغيرہ كو، اور اگر ايك سے زائد عصبہ ہوں اور درجہ بھى ايك ہى ركھتے ہوں تو قاضى و حاكم جسے زيادہ بہتر سمجھے اسے اختيار كرےگا كہ وہ امانت و ديانت اور مال كى حفاظت و ديكھ بھال كى طاقت ركھتا ہو.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" بچے اور مجنون و پاگل اور بےوقوف پر سب رشتہ داروں كو ولايت حاصل ہے... اور باپ دادا حاكم كے علاوہ كو ولايت حاصل ہوگى امام ابو حنيفہ رحمہ اللہ كا مسلك يہى ہے، اور كتاب الام ميں امام احمد سے منصوص ہے، ليكن باپ اور دادے اور حاكم كے ساتھ ولايت كى تخصيص بہت ہى ضعيف ہے " انتہى

ديكھيں: الفتاوى الكبرى (5 / 397).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بچے پر ولایت بچے کے قریب ترین کو حاصل ہوگی چاہے وہ ماں ہی کیوں نہ ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ ماں عقل و رشد کی مالکہ ہو؛ اس لیے کہ ولایت کا مقصد تو اس چھوٹے بچے یا پھر مجنون و پاگل اور بےوقوف کی حفاظت ہے، اس لیے جب بچے کے قریبی رشتہ دار میں حفاظت کرنے والی موجود ہو تو وہ کسی دوسرے سے بہتر ہے.

ان شاء اللہ تعالی یہی حق ہے، اس بنا پر دادا اور باپ اپنی اولاد کے ولی ہونگے، اور بھائی اپنے چھوٹے بھائی کا ولی ہوگا، اور جب عصبہ نہ ہو تو پھر ماں اپنے بیٹے کی ذمہ دار ہوگی، جی ہاں اگر بالفرض بچے کے رشتہ داروں میں محبت و شفقت اور نرمی و مہربانی نہیں تو اس صورت میں ہم قاضی اور حکمران سے رجوع کرینگے کہ کون ولی ہونے ك لائق ہے. " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (9 / 86).

دوم:

اوپر کی سطور میں جو تفصیل بیان ہوئی ہے کی بنا پر ان یتیم بچوں کے مال پر ان کے دادے کو ولایت حاصل ہے، اور اگر دادا عاجز ہو یا پھر یتیم بچوں کے اموال کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا تو پھر ولایت ماں کو مل جائیگی.

ماں کی شادی کا اپنے بچوں کے مال پر ولایت کوئی اثر نہیں ہوگا، کیونکہ بچے کی پرورش اور مالي مسؤلیت میں فرق ہے، کیونکہ حق پرورش ماں کی شادی کی بنا پر ساقط ہو جاتا ہے، لیکن مالی مسؤلیت شادی سے ساقط نہیں ہوتی.

سوم:

یتیم بچے کے مال کا ولی و نگران دادا ہو یا ماں یا کوئی اور اسے چاہیے کہ مال کو تجارت میں لگائے اور کوشش کرے کہ وہ مال کو وہاں صرف کریں جہاں بچے کی مصلحت ہو اور بچوں کو فائدہ ہوتا ہو.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور تم یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر احس طریقہ کے ساتھ .

یعنی یتمیم کا مال وہاں صرف کرو جس میں بچے کی مصلحت پائی جائے اور اسے فائدہ ہو اور مال بڑھے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یتیم کے مال کے نگران اور ولی کو چاہیے کہ وہ اس مال کو مضاربت میں لگائے، اور ایسے شخص کو دے جو اس

کے ساتھ مضاربت والی تجارت کرے، اور اس کے لیے نفع میں حصہ مقرر کرے، چاہے وصی ہو یا حاکم یا حاکم کا امین و خزانچی یا باپ، اسے ویسے چھوڑنے سے بہتر ہے.

اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما اور نخعی حسن بن صالح اور امام مالك امام شافعی اور ابو ثور اور اصحاب الرائے شامل ہیں، اور عمر بن خطاب، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہم اور ضحاك سے اس مال کے ساتھ تجارت کرنا ثابت ہے.

ہمارے علم کے مطابق تو کسی نے بھی اسے ناپسند اور مکروہ نہیں سمجھا، صرف حسن سے ایسی روایت ملتی ہے، اور ہو سکتا ہے انہوں نے خطرہ کے پیش نظر اس سے اجتناب کرنا سمجھا ہے، اور اس لیے کہ اسے محفوظ رکھنے میں زیادہ بہتری ہے.

جمہور کی رائے زیادہ بہتر ہے کیونکہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو کوئی بھی یتیم کا ولی بنے اور یتیم کا مال ہو تو وہ اس مال کی تجارت کرے اور اسے ویسے ہی نہ چھوڑ دے کہ صدقہ و زکاۃ اسے کھا جائے "

اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی مروی ہے جو کہ مرفوع سے زیادہ صحیح ہے.

اور اس لیے بھی کہ یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہوگا تا کہ اس یتیم بچے کا خرچ تجارت کے نفع میں سے ہو، جس طرح تاجر لوگ اپنے اموال اور دوسروں کے اموال کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن وہ اسی تجارت میں مال لگائے جہاں نقصان کا خدشہ نہ ہو، اور کسی دھوکہ باز کو تجارت کے لیے مال مت دے " انتہی

دیکھیں: المغنی (6 / 338 - 339).

اور اگر ماں یا یتیم بچوں کے مال کا نگران فائدہ مند امور میں مال لگانے سے عاجز ہو تو پھر ولایت بعد والے شخص کی طرف منتقل ہو جائیگی جو اس ذمہ داری کو نبھانے کی اہل رکھتا ہو.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یتیم کے مال کا ولی اور نگران اسے ہی بنایا جائیگا جو اس ذمہ داری کو نبھانے کی اہلیت رکھتا ہو اور امانتدار ہو، واجب ہے کہ اگر ولی میں یہ اوصاف نہ ہوں تو پھر اس سے بہتر شخص کو ولی بنایا جائیگا " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (30 / 44).

والله اعلم .